www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسائل توحید (حصہ اوّل)

جن کے مطالعہ سے کوئی شخص توحید اور
شرک، کفر اور نفاق میں فرق جان سکتا ہے

ماخوذ از کلام:

شیخ الاسلام امام محمد بن عبد الوہابؒ

ترجمہ و حواشی: حامد محمود

مطبوعات منہج اسلامی

11-نیو صادق کالونی ملتان

احمد انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

رسائل توحید (حصہ اوّل)

امام محمد بن عبد الوہابؒ

ترجمہ و حواشی: حامد محمود

مطبوعات منہج اسلامی

۱۱- نیو صادق کالونی، ملتان

نام کتاب : رسائل توحید (حصہ اوّل)

مؤلف : امام محمد بن عبدالوہابؒ

ترجمہ و حواشی : حامد محمود

ناشر : فاروقی کتب خانہ

بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

طبع اوّل : رمضان ۱۴۱۹ھ

کمپوزنگ : محمد احسن

برائے رابطہ

مطبوعات منہج اسلامی

۱۱- نیو صادق کالونی، ملتان

261

المکتبۃ [illegible]

۹۹- .. جے ماڈل ٹاؤن - لاہور

نمبر ....17277....

رسائل توحید (حصہ اوّل)

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1)-	عرض مترجم..................	(i)
2)-	اصول ثلاثلہ.....................	1
3)-	اصل دین.....................	3
4)-	لا الہ الا اللہ کی شروط................	4
5)-	نواقض الاسلام..................	21
6)-	توحید کی تین انواع..................	28
7)-	شرك اکبر، شرك اصغر، شرك خفی	33
8)-	کفر کی دو اقسام..................	39
9)-	نفاق دو قسم کا ہے..................	43
10)-	طاغوت کا مفہوم اور طاغوت کے سرغنے	45
11)-	رشد و غی اور عروہ وثقی...........	52

www.KitaboSunnat.com

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ

عموماً ہم لوگوں کے خیال میں اسلام نیک اعمال کا کوئی مجموعہ ہے اور کامیابی کا معیار زیادہ سے زیادہ اعمال کر لینا۔ بلکہ بہت کم لوگ ہیں جن کا تصور اسلام اس غلط فہمی تک محدود رہتا ہو۔ عموماً ہمارے دین دار طبقے اعمال سے بھی صرف کچھ اعمال کو منتخب کرتے ہیں اور پھر انہی اعمال کو اپنی دعوت کا عنوان اور اپنا منتہائے سعی و کاوش قرار دے کر باقی اعمال کو، انکار نہ کرنے کے باوجود، پس منظر میں چلے جانے دیتے ہیں۔ 'نماز کی دعوت'... 'اصلاح نماز'... 'خدمت خلق'... 'اصلاح اخلاق'... 'فضائل اعمال'... 'اسلامی حکومت کا قیام'... 'دعوت جہاد'... 'سنتوں پر عمل'... وغیرہ وغیرہ ایسی دعوتیں ہمارے معاشرے کے اندر موجود اسی طرز عمل کی واقعاتی مثالیں ہیں۔

دین اسلام کے بارے میں اس غلط فہمی کا سبب دراصل دعوت الرسل علیہم السلام سے ناواقفیت اور غفلت ہے۔ آخر انبیاء کی دنیا میں بعثت کا مقصد کیا تھا؟ رسولوں کی سعی اور کاوش اور جدوجہد کا بھی تو کوئی عنوان ہوگا!؟ رب العالمین کے سند یافتہ ان داعیوں کی صبح و شام کی محنت بھلا کس بات پر ہوتی تھی؟؟

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت ﴿النحل ۳۶﴾

"ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا، اور اس کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔"

انبیاء نے انسانوں کو جو دین سکھایا اسکا پہلا درس یہ ہے کہ 'اعمال' سے

بہت پہلے انسان لا الہ الا اللہ کی صورت میں ایک اقرار اور ایک اعلان کرے جو انسان کا اپنے مالک سے ایک عہد ہو۔ اسکی آئندہ زندگی کا انفرادی اور اجتماعی لائحہ عمل ہو۔ یہ لا الہ الا اللہ ادا کر کے انسان کا ئنات میں ہی نہیں کرہ ارض پر بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنے ملک، اپنی قوم، اپنی بستیوں محلوں اور اپنے گھر تک میں اپنی حیثیت اور اپنے آئندہ کردار کا تعین کرے۔ یہ لا الہ الا اللہ دراصل اسکے رشتوں کی نوعیت کا واضح ترین اعلان ہوتا ہے۔ اب اس کلمہ کے اقرار کے بعد اپنی قوم سے اسکا کیا رشتہ ہو گا؟ اپنے ملک سے اس کا کیا تعلق ہو گا؟ معاشرے کے ساتھ وہ کیا روش اختیار کرے گا؟ ماں، باپ، بہن بھائی، اعزاء و اقارب سب کے ساتھ اس کے ناطے کا، یہ لا الہ الا اللہ، ایک نئے سرے سے تعین کرتا ہے۔ پھر وہ لا الہ الا اللہ کی میزان میں دنیا کی سب قدریں تولتا ہے۔ اسکی سان پر عزت و ذلت اور شہرت اور حیثیت کے سب انفرادی اور اجتماعی معیار پرکھتا ہے۔ فتح و شکست، آزادی و غلامی اور کامیابی و نامرادی کے سب کے سب مفہومات یکسر بدل ڈالتا ہے۔

دین انبیاء کا دوسرا سبق یہ ہے کہ طاغوت کے علی الاعلان انکار کے بعد مالک الملک کے لئے بندگی کے سب رویوں کو خالص کر دینے کا یہ عہد ایک فرد کا صرف اپنی ذاتی زندگی ہی میں نہ ہو بلکہ دنیا میں اور دنیا کے ہر خطہ میں لا الہ الا اللہ کے اس حقیقی مفہوم کی بنیاد پر انسانوں کی جتھہ بندی ہو اور نجات کا طلبگار ایک ایک فرد، قوم، ملک اور سلطنت سمیت ہر اس رشتہ کو کاٹ دینے کے درپے ہو جائے جو شرک سے آلودہ ہو (چاہے ان رشتوں کے کٹنے سے طرفین کو کتنی ہی تکلیف ہوتی ہو اور مفادات پر کیسی ہی ضرب پڑتی ہو) یوں ملت شرک کو خیر باد کہہ کر وہ اس کلمہ کی واقعاتی شہادت دینے پر آمادہ انسانوں کی تلاش میں مارا مارا پھرے اور ان کے ساتھ مل کر اس کلمہ کی حقیقت کو دنیا سے منوانے

لیے اپنی زندگی کھپا دینے پر تیار ہو جائے۔ توحید کی بنیاد پر یہ جتھہ بندی (موالاتِ) دین کے اولین فرائض میں سے ایک ہے اس کے نہ ہونے کی صورت میں زمین پر ایک فساد عظیم کا برپا ہونا یقینی ہے بلکہ دور حاضر میں تو یہ ایک واقعہ ہے۔

الا تفعلوه تکن فتنة فی الارض و فساد کبیر﴿الانفال: ۷۳﴾

''اگر تم ایسا (اہل کفر سے عداوت اور اہل ایمان سے والایت) نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ پھیل جائے گا اور بہت بڑا فساد پڑ جائے گا۔''

انبیاء کے پڑھائے ہوئے اسباق میں یہ حقیقت کبھی اوجھل نہ ہونے پائے کہ یہ کلمہ ء توحید ایسا نہیں کہ ایک بار اسے ادا کر کے باقی زندگی دیگر اعمال میں گزار دی جائے یہ کلمہ اپنی پوری حقیقت کے ساتھ انسانی زندگی کے ہر نشاط اور تحریک پر محیط ہونا چاہئے یعنی جس طرح اس کلمہ کی حقیقت کا علی الاعلان اور واشگاف ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اس کا اظہار اور اس پر اصرار پیہم اور مسلسل ہونا بھی ہر ابن آدم پر فرض ہے۔ اپنے گردو پیش سے اہل توحید کی یہ مسلسل ضد رہنی چاہیے کہ باطل کی ہر عمارت مسمار ہو۔ اللہ کا ہر شریک، ہر طاغوت ختم ہو۔ شرک کا ہر نظام نابود ہو، اور اللہ کیلئے بندگی اور فرمانبرداری خالص کر دی جائے۔ چاہے موحدین کے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے پر چاند لا کر بھی کیوں نہ رکھ دیا جائے۔

قال انی اشهد الله واشهدوآ انی بریء مما تشرکون﴿هود ۵۴﴾

ھودؑ نے کہا ''میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں''

غرض **لا اله الا الله** کی یہ حقیقت ہر مسلمان فرد اور مسلمان گروہ کی پہچان اور شعار ہونی چاہیے ___ اپنے ماحول اور گردو پیش سے اہل توحید کا یہ اکلوتا

مطالبہ اور ایشو (Issue) ہونا چاہیے___دنیا کے ہر فورم پر غیر اللہ کی عبادت کے انکار اور اللہ کی بندگی کا معاملہ سر فہرست لانا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جزیرہ عرب کے ہر فورم پر اسی ایک مسئلہ کو لئے لئے پھرتے رہے جبکہ اپنے اور اپنے مظلوم و مقہور ساتھیوں کے اور مسائل کی انکے پاس کمی نہ تھی مگر تیرہ سال کے طویل عرصہ تک اس پاکیزہ زبان پر یہی ایک مطالبہ سجا رہا اور تاریخ کا وہ سب سے بڑا انسان اپنے اور سر زمین عرب کے سب مسائل کو پس پشت ڈال کر اسی ایک مسئلہ کو انسانی اور عالمی مسئلہ بلکہ تاریخی مسئلہ کے طور پر تسلیم کرانے پر مصر رہا۔ پھر زندگی کے آخری دس سال میں جب اس کی تلوار بھی اس کی زبان کا ساتھ دینے لگی تو اس کا مطالبہ بدلا نہیں اسکی ترجیحات میں کوئی تبدیلی نہ آسکی۔ دنیا نے دیکھا اس کی تلوار کا موضوع بھی وہی رہا جو اس سے پہلے اس کی زبان کا موضوع تھا۔

عن ابی مالك الاشجعی عن ابیه عن النبی ﷺ قال من قال لا اله الا الله و كفر بما یعبد من دون الله حرم ماله و دمه و حسابه علی الله﴿صحیح مسلم﴾☆

"ابی مالك اشجعی اپنے والد سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی (قلب و زبان سے) اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی ہستی عبادت کے لائق نہیں پھر (عملاً) ہر اس ہستی سے کفر کرنے لگے جو اللہ کے ماسوا پوجی جاتی ہے ایسے ہی آدمی کی جان و مال محفوظ ہو گی تب اسکا باقی

☆یہ حدیث قطعی دلیل ہے کہ جو آدمی لا الہ الا اللہ کہنے (کلمہ گو ہو جانے) کے بعد شرک کرتا ہے اسکی جان اور مال محمد ﷺ کی تلوار سے محفوظ نہیں یعنی غیر کلمہ گو مشرکوں ہی کی طرح اس سے قتال واجب ہے ﴿مزید وضاحت کیلئے ملاحظہ ہو کتاب التوحید از شیخ الاسلام محمد بن عبد الوھابؒ باب تفسیر التوحید و شہادۃ لا الہ الا اللہ﴾

حساب اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم)"

مشکوٰۃ نبوت کی ایک اور روشن حقیقت یہ ہے کہ اعمال اور احکام کی دین اسلام میں کوئی اپنی علیحدہ حیثیت نہیں بلکہ بندگی کے ان سب افعال کو لا الہ الا اللہ ہی کی عملی تفسیر ہونا چاہیے اعمال پر جتنی بھی محنت ہو وہ لا الہ الا اللہ سے جڑی رہنی چاہیے۔

انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني واقم اصلوة لذكرى ٭طه: ١٤٭

"بے شک میں اللہ ہوں اور میرے علاوہ کوئی معبود نہیں پس تمہیں چاہیے کہ میری عبادت کرو اور میرے ذکر کیلئے نماز پڑھو"

چنانچہ موحدین کی نمازیں، مسجدیں، اذانیں، ان کی تکبیرات و تسبیحات، انکی قربانیاں اور شہادتیں انکی دعوت اور ان کا جہاد رب العالمین کی توحید کی اسی حقیقت کا اعلان و اظہار اور عکاس ہونی چاہئیں۔ اسی بنیادی مسئلہ (Issue) پر مبنی ہونی چاہئیں جو لا الہ الا اللہ کی صورت میں محمد ﷺ نے جزیرہ عرب میں اٹھایا تھا اور جس حقیقت توحید پر ملت ابراہیم قائم ہے۔

قل انني هدانى ربي الى صراط مستقيم دينا قيما ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين٥قل ان صلا تي ونسكي ومحيا ى و مماتي لله رب العالمين٥لا شريك له و بذلك امرت وانا اول المسلمين٥ ٭الانعام: ١٦١-١٦٣٭

"اے پیغمبر ﷺ! کہہ دیجئے کہ مجھ کو تو میرے مالک نے سیدھا راستہ دکھلایا ٹھیک دین ابراہیم کا طریق جو ایک طرف کا (یعنی اللہ کی طرف کا) ہو رہا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلے اس کا تابعدار ہوں۔"

قارئین : اس حقیقت توحید کو جاننے کیلئے کتاب اللہ اور سنت و سیرت رسول اللہ ﷺ پر انحصار کے سوا ہمارے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں۔ پھر توحید کی ان نصوص کے فہم کیلئے صحابہ کرامؓ اور سلف کے منہج کے ترجمان ائمہ اور علماء کی مدد سے بھی کوئی مفر نہیں ایسے بنیادی مسائل انہی علماء اور ائمہ سے سمجھے جا سکتے ہیں جنکے علم و فضل اور دیانت و راست بازی امت میں مسلّم حیثیت رکھتی ہو۔ انہی سے ہمیں لاالہ الا اللہ کا معنیٰ و تفسیر، اسکی شروط، اسکے نواقض، اسکی حدود، اس پر مبنی موضوعات و مسائل اور توحید کے جملہ امور سمجھنے چاہیں۔

'رسائل توحید' کا یہ سلسلہ ہم امت کے ایسے ہی فضلاء کے کتابی ورثہ کی صورت میں آپ کے استفادہ کیلئے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا زیادہ اعتماد شیخ الاسلام محمد بن عبد الوھابؒ کی تصنیفات پر رہے گا جو موحدین کے جملہ طبقوں کے نزدیک توحید کی تفہیم اور بیان کی بابت متفقہ اور غیر متنازعہ بلکہ مسلمہ حیثیت کے حامل ہیں پھر یہ کہ وہ ہم سے صرف دو سو سال پہلے کے زمانہ میں ہو گزرے ہیں۔ جہاں انہوں نے توحید پر خوبصورت رسائل ہی قلمبند نہیں کئے بلکہ توحید کی دعوت بھی اللہ کی مدد اور توفیق سے کھڑی کر گئے حتیٰ کہ توحید پر مسلسل محنت اور جدوجہد کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں جزیرہ عرب کے ایک خطے میں اسلامی حکومت کا قیام بھی ممکن کر دیا جو تقریباً ایک سو سال کے طویل عرصہ تک اسی دعوت پر قائم رہی تھی۔ اس لحاظ سے دعوۃ الرسل کو معاشرہ میں اٹھانے کی بابت پچھلی کئی صدیوں میں یہ ایک منفرد ترین تحریک اور منفرد ترین شخصیت ہے۔ پھر دنیا بھر کے موحدین کے دلوں میں ان کا جو قدر و احترام اور ان کے منہج اور مؤقف کی جو تائید پیدا ہوئی وہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ انہی باتوں کے پیش نظر ہم نے محمد بن عبد الوھابؒ کے رسائل سے اس سلسلہ کا آغاز

کیا ہے۔ اس سلسلہ کے دوسرے حصوں میں بھی اسی جلیل القدر امام اور ان کے معروف اصحاب و تلامذہ کے دیگر رسائل جمع کرنے کی کوشش کریں گے جس سے ہم یہ امید اور خواہش رکھتے ہیں کہ اردو پڑھنے والے طبقہ میں حقیقت اسلام اچھی طرح سمجھی جانے لگے اور اللہ تعالیٰ جلد وہ وقت لائے جب یہ دعوت عملاً کھڑی ہو ___ جس کیلئے ہمارا اعتقاد ہے کہ رسائل کا ترجمہ اور اشاعت ایک بہت چھوٹا سا اور ناقابل ذکر کام ہے ___ کہ **لا الہ الا اللہ** کی شہادت ایک بہت بڑا عمل ہے۔

بعض مقامات پر حاشیہ کی صورت میں کچھ توضیحی نکات مترجم کی طرف سے دیے گئے ہیں جن میں جا بجا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھابؒ کے پوتے شیخ عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوھابؒ کی تصنیف **قرۃ عیون الموحدین** سے، جو انہوں نے اپنے جد امجد کی شہرہ آفاق تصنیف کتاب التوحید کی شرح میں لکھی ہے، کچھ اقتباسات دیے گئے ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن بھی جزیرۃ عرب کے بڑے ائمہ توحید میں شمار ہوتے ہیں۔

بعض رسائل کے شروع میں متعلقہ رسالہ کی ایک چھوٹی سی تمہید دے دی گئی ہے جو اس رسالہ کے فہم کی بابت تنبیہ کیلئے ضروری خیال کی گئی۔ رسائل کے شروع میں یہ مختصر ملاحظات برادرم **عمران صدیقی** نے دئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

رسائل توحید کے اس سلسلہ کو پھیلانے میں جو صاحب جس طریقہ سے حصہ لیں ان کا اجر اللہ کے ذمہ۔

اصول ثلاثه

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ قبر کے اندھیروں میں ہر انسان سے تین سوالات کئے جائیں گے ۱)۔تیرا رب کون ہے؟ ۲)۔ تیرا دین کیا ہے؟ ۳) تیرا نبی کون ہے؟ انہی سوالات کا تذکرہ امام محمد بن عبد الوھابؒ نے اصول ثلاثہ کے نام سے کیا ہے۔

غور کیجئے اور اپنے عمل سے ان کا جواب دیجئے۔

اصول ثلاثہ

اسلام کی تین بنیادیں جن کا جاننا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

۱) بندہ اپنے رب کی معرفت حاصل کرے۔

۲) اپنے دین سے واقفیت اور آگاہی حاصل کرے۔

۳) اور اپنے نبی سے پوری پوری آشنائی حاصل ہو۔

سو جب تم سے پوچھا جائے تمہارا رب کون ہے؟ تو کہو میرا رب اللہ ہے جس نے اپنی مہربانی اور نعمت سے مجھے بنایا پھر میری پرورش کی، وہی سارے جہانوں کا رب ہے، وہی میرا معبود ہے اس ایک کے سوا کوئی میرا معبود نہیں۔

پھر جب تم سے پوچھا جائے تمہارا دین کیا ہے؟ تو کہو: میرا دین اسلام ہے۔ اسلام کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تنہا اور یکتا جان کر میں اپنا آپ اس کے حوالے کر دوں، خوشی خوشی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے لگوں اور شرک اور اہل شرک سے براءت اور قطع تعلق کر لوں۔

اور جب تم سے پوچھا جائے تمہارا نبی ﷺ کون ہے؟ تو کہو: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم(۱) ہاشم قبیلہ قریش سے ہے' قریش ایک عرب قبیلہ ہے اور عرب حضرت اسمٰعیل فرزند ابراہیم خلیل کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

---

(۱) ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

اصلِ دین

دین کی اساس اور بنیاد یہ دو باتیں ہیں :

پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی 'تنہا اور بلا شرکت غیرے' عبادت اور بندگی کا حکم دیا جائے' اس بات کی تحریک چلائی جائے' اسی پر دوستی کا رشتہ اور موالات موقوف ہو' اور جو اس (عبادت میں اللہ کی وحدانیت کے قیام) کا تارک ہو اسے کافر جانا جائے۔

دوسری یہ کہ عبادت اور بندگی میں اللہ کے ساتھ شرک سے ڈرایا جائے' شرک کو برا کہنے میں شدت اختیار کی جائے' اسی کو عداوت اور دشمنی کی بنیاد بنایا جائے اور جو اس کا مرتکب ہو اس کو کافر کہا جائے۔

لاالہ اللہ کی شروط

ہمارے معاشرے میں کثیر لوگ ایسے ہیں جو "کلمہ گو" تو ہوتے ہیں لیکن کلمہ کی شروط سے آگاہ نہیں ہوتے۔ جس طرح وضوء نماز کی شرط ہے اور وضو کے بغیر نماز کی ادائیگی کوئی وزن نہیں رکھتی اسی طرح کلمہ اپنی شروط کے بغیر کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب نے اپنے اس مختصر مگر قیمتی رسالہ میں لا الہ الا اللہ کی شروط قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ بیان فرمائی ہیں۔

دیکھئے کیا ہم کلمہ کو ان شروط کے ساتھ ادا کرتے ہیں؟

لاالہ الااللہ کی شروط

لاالہ الااللہ کی پہلی شرط تو یہ ہے کہ انسان اس کا معنی اور مطلب جانے اور یہ علم حاصل کرے کہ اس سے کن کن باتوں کی نفی ہوتی ہے اور کن کن باتوں کا اثبات۔

دوسری شرط یہ ہے کہ آدمی کو اس کلمہ پر یقین اور وثوق ہو' جو کہ اس کو (دل ودماغ) سے جاننے کا اعلیٰ درجہ ہے یعنی ایسا یقین کہ جس کے ہوتے ہوئے کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

تیسری شرط اخلاص (نیت) ہے یہاں تک کہ شرک باقی نہ رہے۔

چوتھی شرط ہے (اس کلمہ سے) صدق و وفا' جس کے ہوتے ہوئے (کلمہ سے) دروغ اور منافقت کی راہ نہ اپنائی جاسکتی ہو۔

پھر پانچویں شرط یہ ہے کہ انسان کو اس کلمہ اور اس کے معنی اور مفہوم سے شدید محبت اور وارفتگی ہو اور اس کلمہ سے اس کو سرور ملتا ہو۔

چھٹی شرط (انقیاد) یہ ہے کہ انسان خلوص دل کے ساتھ اللہ کی خوشنودی طلب کرتے ہوئے اس کلمہ کے حقوق یعنی فرائض وواجبات ادا کرنے پر پابند ہو۔

ساتویں شرط یہ ہے کہ اس کلمہ کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور اس کی کوئی بات رد کرنے کا تصور تک نہ رہے۔ (1)

---

(1) اسلام کے تقریباً جتنے بھی عمل ہیں ہمارے ہاں ان کی شروط کا تصور بہت عام ہے۔ مثلاً نماز کی شرطیں ہیں کہ طہارت ہو، آدمی باوضو ہو، قبلہ رخ ہو وغیرہ۔ اسی طرح زکوٰۃ، روزہ، حج، قربانی وغیرہ کی شرطیں ہیں جن کے بارے میں ہمارے علماء نے یہ خوب واضح کر رکھا ہے کہ کوئی عمل خواہ آپ کر بھی لیں مگر اس کی شرطیں پوری نہ ہوں حتیٰ کہ ایک بھی شرط پوری ہونے سے رہ جائے تو نہ اللہ تعالیٰ (بقیہ صفحہ 6)

ایسا عمل قبول کرتا ہے نہ انسانوں کے ہاں اس عمل کا اعتبار ہے۔ مثال کے طور پر آپ ساری نماز درست اور سنت طریقے پر ادا کر لیں ایک قبلہ رخ ہونے کی شرط پوری نہ کریں اور کسی بھی سمت کو نماز پڑھ لیں تو ایک مائی تک آپ کو بلا تامل کہے گا آپکی نماز نہیں ہوئی! اب کلمہ کی شہادت اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے بنیادی رکن ہے۔ کیا اس کلمہ کی کوئی شرطیں نہیں؟ قرآن اور حدیث نے تو جہاں نماز روزہ ایسے دوسرے اعمال کی شرائط بتائی ہیں وہاں اس سے کہیں زیادہ وضاحت کے ساتھ کلمہ کی شروط بتائی ہیں۔ لہذا جس طرح نماز کی کوئی شرط پوری نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی اسی طرح کلمہ کی کوئی شرط پوری ہونے سے رہ جائے تو کلمہ بھی نہیں ہوتا چاہے ہزار بار ادا کر لیا جائے۔ مگر ہمارے ہاں "کلمہ گو" کی ایک عجیب اصطلاح رائج ہے۔ نماز کی تو ایک شرط چھوڑ دینے سے آدمی نمازی نہیں کہلا سکتا مگر کلمہ کی سب شروط پامال کر کے بھی کلمہ گو رہے! دامن پر گندگی کی ایک چھینٹ دیکھ کر تو آپکو نماز پڑھنے سے روک دیا جائے کہ جاؤ پہلے اسے دھو کر آؤ اس حالت میں نماز باطل ہے کیوں کہ طہارت نماز کی شرط ہے۔ مگر شرک کی جتنی مرضی نجاست کوئی اٹھائے پھرے اور طاغوت کا کیسا بھی وہ پیروکار ہو اس کا کلمہ بھی درست، اسکی نماز بھی ٹھیک، اسکا حج اور قربانی بھی صحیح اور اس کا جہاد بھی مطلوب! یہ سب اس وجہ سے ہے کہ باقی سب اعمال کی شرطیں تو ہمیں آتی ہیں مگر لا الہ الا اللہ کی شرطیں معلوم نہیں۔ حتیٰ کہ اتنا ہی نہیں بلکہ ارکان اسلام میں اہمیت و شدت اور کثرت تکرار کے اعتبار سے ہماری تعلیم و تربیت اور وعظ و نصیحت یا تو نماز سے شروع ہوتی ہے اور یا پھر نماز سے بھی بعد کے ارکان سے۔ رہا اسلام کا رکن اول جو صرف ایک رکن ہی نہیں بلکہ باقی ارکان کا تنہا سہارا بھی ہے تو اس کا سرسری ذکر ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ یہ کلمہ تو ایک واضح نفی و انکار ہے دنیا بھر کے شرک سے اور شرک کے جملہ ارباب اور نظاموں سے۔ ایک کھلی دشمنی ہے غیر اللہ کی خدائی سے۔ اور ایک اثبات اور عہد و اقرار ہے اللہ کی بندگی اور فرمانبرداری کا۔ پھر اسکی شرطیں ہیں کہ آدمی اس نفی و انکار کو بھی جانے اور اس اثبات و قرار سے بھی آگاہ ہو۔ پھر صرف یہ جان لینا بھی کافی نہیں بلکہ یہ انکار و اقرار انسان پورے یقین اور وثوق سے کرے، اخلاص نیت اور صدق دل سے کرے۔ اسکی حقیقت پر دل و جان سے فریفتہ ہو۔ اسکے تقاضوں پر کاربند ہو اور اسکی ہر ہر بات تسلیم کرتا چلا جانے پر تیار ہو۔ ایسا کرنے کے بعد آدمی سمجھے کہ اب اسکی نماز اور اسکی قربانی سوئے عرش بلند ہونے کے قابل ہے۔

﴿الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ﴾ الفاطر: ۱۰

"کلمہ طیب اسی کی طرف چڑھتا ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔" (بقیہ صفحہ 7)

اس بات کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر کہ لا اله الا الله کا پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ شروط کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور پھر ساری زندگی ان شروط پر کاربند رہنے سے کلمہ ادا ہوتا ہے، ذیل میں ہم شیخ عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوھابؒ کے کچھ اقوال نقل کر رہے ہیں۔

عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من شهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، و ان محمد اعبده ورسوله وان عيسىٰ عبد الله ورسوله و كلمته القاها الى مريم وروح منه و ان الجنة حق والنار حق ، ادخله الله الجنة على ما كان من العمل.

"جس نے یہ شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی و عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا و لاشریک ہے، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں، اور یہ کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور اسکے رسول تھے اور اسکا فرمان تھے جسے اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے، اور یہ کہ جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا خواہ اس کا عمل کیسا بھی ہو۔"

آپ ﷺ نے فرمایا ہے من شهد یعنی "جس نے شہادت دی" اس بات میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ شہادت، شہادت ہوتی ہی نہیں جب تک وہ علم، وثوق اور صدق دل سے نہ دی جائے اور جو جہالت اور لاعلمی اور شک کی حالت میں سرزد ہو وہ شہادت نہ تو معتبر ہوتی ہے اور نہ فائدہ مند۔ ایسی صورت میں تو شہادت دینے والا جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ جس بات کی وہ شہادت دے رہا ہے اس کے مطلب سے وہ آگاہ تک نہیں جبکہ یہ عظیم الشان کلمہ تو پہلے ایک نفی و انکار پر مشتمل ہے اور پھر ایک اثبات و اقرار پر۔ نفی و انکار ایک اللہ کے سوا ہر ایک کی الوھیت اور خدائی کا، جب آپ "لا اله" کہہ دیں۔ اور اثبات و اقرار اللہ وحدہ لاشریک کی الوھیت اور فرمانروائی کا جب آپ "الا الله" کہہ دیں۔ (بقیہ صفحہ 8)

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائما بالقسط. لا اله الا هو العزيز الحكيم.﴿آل عمران:۱۸﴾

" اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ ایک اس کے سوا کوئی الہ نہیں۔ اور فرشتے اور سب اہل علم بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں کہ اس زبردست حکیم کے سوافی الواقع کوئی الہ نہیں۔"

سو کتنے گمراہ ہو جانے والے اس وجہ سے گمراہ ہوئے کہ وہ اس کلمہ کے مطلب اور معنیٰ سے ناآشنا اور نابلد تھے! بلکہ تو اکثریت ایسوں کی ہے۔ انہوں نے اس کے معنیٰ کی حقیقت ہی الٹ کر رکھ دی۔ چنانچہ جس الوھیت کی اس کلمہ میں کھول کر نفی کر دی گئی تھی اسی الوھیت کا اثبات وہ مخلوق ہستیوں کیلئے کرنے لگے ، وہ قبروں اور مزاروں کے رب ہوں، طاغوت ہوں، اشجار و احجار ہوں یا جن وغیرہ ہوں۔ اسی کو یہ لوگ دین بنا بیٹھے ہیں۔ اسی کی تزئین و آرائش میں لگے ہیں۔ توحید کو اب یہ بدعت کا درجہ دیتے ہیں اور جو انہیں اس (توحید) کی دعوت دے اسے برا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کلمہ کا مطلب اتنا بھی نہ جانا جتنا کہ کفار قریش ایسے اہل جاہلیت جان گئے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ اس کلمہ کے مطلب سے آگاہ ہو کر اس بات کے انکاری تھے جو خالص عبادت اور بندگی کی صورت میں یہ کلمہ ان سے تقاضا کرتا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون. ويقولون ائنا لتاركوا آلهتنا لشاعر مجنون. ﴿الصافات:۳۵،۳۶﴾

" ان لوگوں سے جب کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں تو اکڑ جاتے اور کہتے : ایک دیوانے شاعر کے کہے سے کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟"

جبکہ اس امتؐ کے آخری دور کے مشرکوں نے بھی (بقیہ صفحہ 9)

انکار تو اسی بات کا کیا جس کا انکار ان سے پہلوں نے کیا تھا جیسا کہ یہ (داعیان توحید) کے جواب میں کرتے ہیں جو انہیں قبروں، مزاروں اور طاغوتوں سمیت ان ہستیوں کی عبادت اور پیروکاری سے روکتے ہیں جنکی یہ عبادت کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے اس معنی کو جان کر اسکا انکار کیا تھا اور ان لوگوں نے اس معنی سے جاہل رہ کر اسکا انکار کیا۔ یہی سبب ہے کہ آپ کو اب ایسے لوگ ملیں گے جو بیک وقت **لا الہ الا اللہ** بھی کہتے ہیں اور اللہ کے ساتھ اوروں کو بھی پکارتے ہیں۔

امام بقاعی کہتے ہیں: **لا الہ الا اللہ** کا مطلب ہے اس بات کی صاف اور علی الاعلان نفی کہ اس عظیم ترین بادشاہ مطلق کے سوا کوئی اور معبودیت اور خدائی کے لائق ہو۔ پھر فرماتے ہیں: یہ علم ہی وہ بڑا سہارا ہے جو قیامت کی ہولناک ساعتوں میں نجات کا باعث ہوگا۔ مگر یہ علم تو تب ہوگا جب یہ فائدہ مند بھی ہو اور فائدہ مند تب ہوگا جب اس کے آگے انسان سر تسلیم خم کرے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو، ورنہ تو وہ نری جہالت ہے۔

(اقتباس از قرۃ عیون الموحدین شرح کتاب التوحید باب دوئم فضل التوحید ومایکفر من الذنوب)

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ لما بعث معاذا الی الیمن قال له: انك تاتی قوما من اهل الکتاب، فلیکن اول ما تدعوهم الیه شهادة ان لا اله الا الله. الحدیث

"ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذؓ کو یمن کی جانب نمائندہ بنا کر بھیجا تو ان سے کہا: دیکھو! تم ایک اہل کتاب قوم کے ہاں جا رہے ہو۔ اس لئے سب سے پہلی بات جس کی تم انکو دعوت دو یہ ہونی چاہیے کہ **لا الہ الا اللہ** کی شہادت دی جائے" تا اختتام حدیث

"اس حدیث میں جو اہل کتاب مذکور ہیں یہ وہ یہود اور نصاریٰ ہیں جو اس وقت یمن میں آباد تھے۔ ان کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا

فلیکن اول ما تدعوهم الیه شهادة ان لا اله الا الله

یعنی سب سے پہلی بات جسکی تم انکو دعوت دو یہ ہونی چاہیے [illegible]

کہ لا الہ الااللہ کی شہادت دی جائے۔

جبکہ یہ کلمہ تو وہ کہتے تھے۔ مگر وہ اس کے اس معنی اور حقیقت سے جاہل تھے جو کہ دراصل اسکا مفہوم ہے یعنی کل عبادت ایک اللہ وحدہ لاشریک کیلئے خالص کر دی جائے اور اس کے ماسوا کی عبادت اور بندگی چھوڑ دی جائے۔ چنانچہ ان کا لا الہ الا اللہ کہنا انکو فائدہ نہ دیتا تھا۔ وہ اس کلمہ کے معنی اور مطلب سے ایسے ہی ناواقف اور نابلد تھے جیسے اس امت کے آخری دور کی اکثریت کا حال ہے۔ چنانچہ وہ یہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی مردوں، (نظروں سے غائب) ہستیوں، طاغوتوں اور درگاہوں کی عبادت کی صورت میں شرک کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ اسطرح یہ اس کلمہ کے منافی امور کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یعنی اپنا اعتقاد، اپنے قول اور اپنے فعل کے ذریعے وہ عین اس شرک کا اثبات کرتے ہیں جسکی یہ کلمہ نفی کرتا ہے۔ اور عین اس اخلاص بندگی کی نفی کرتے ہیں جسکا یہ کلمہ اثبات کرتا ہے۔ متکلمین اور اشاعرہ کی پیروی میں وہ یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ اس کلمہ کا مطلب ہے "پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا"۔ جبکہ یہ تو وہ توحید ربوبیت ہے جسکا پہلے مشرک بھی اقرار کرتے تھے مگر اس اقرار سے وہ داخل اسلام نہ ہو پاتے تھے....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ. فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون﴿آل عمران ٦٤﴾

"کہو: اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنا لے---اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی والے) ہیں (بقیہ صفحہ 11)

لا الہ الا اللہ

کی ان شروط کے دلائل

کتاب و سنت سے

پہلی شرط (علم) کی دلیل :

قرآن سے :۔

فاعلم انه لا اله الا الله ﴿محمد/ ۱۹﴾

(پس اے نبیؐ خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے)

الا من شهد بالحق و هم يعلمون ﴿الزخرف/ ۸٦﴾

(سوائے اس کے جو علم کی بنا پر حق کی شہادت دے)

اس آیت میں حق سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

کرنے والے) ہیں۔"

چنانچہ یہ ہے وہ توحید جو کہ اصل اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الحكم الا لله. امر ان لا تعبدوا الا اياه. ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون ﴿يوسف: ٤٠﴾

"حکم و قانون کا حق ایک اللہ کو ہے۔ اس کا حکم ہے کہ ایک اسکے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی دین قیم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

(اقتباس از قرۃ عیون الموحدین شرح کتاب التوحید باب پنجم الدعاء الی شہادۃ ان لا اله الا الله)

شروط لا اله الا الله کی اس وضاحت کے بعد امام صاحب کی ذکر کردہ ان شروط پر ایک نظر دوبارہ ڈال لیجئے۔

چنانچہ (وھم یعلمون) کہہ کر (اس شہادت حق کی یہ شرط) بیان کر دی کہ جو بات وہ زبان سے کہیں دل سے اس کا علم وادراک اور شعور رکھتے ہوں۔

سنت سے دلیل :۔

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال' قال رسول اللہ ﷺ من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ ﴿مسلم ۱ / ۵۵ ح (۲۶)﴾

'' حضرت عثمانؓ سے مروی صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ اس بات (کی حقیقت) جانتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں' جنت میں داخل ہوگا''۔

دوسری شرط (یقین) کی دلیل :

قرآن سے :۔

انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ اولئك ھم الصادقون ﴿الحجرات /۱۵﴾

'' حقیقت میں تو مؤمن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر انھوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے لگے۔ وہی سچے لوگ ہیں''

چنانچہ یہاں اللہ تعالٰی نے ان کے اللہ اور رسول پر ایمان کو اس بات سے مشروط کیا ہے کہ وہ اس میں کسی شک یا شبہے کا شکار نہ ہوں۔ رہا وہ آدمی جو اس پر شک و شبہ رکھے تو وہ منافق ہوگا۔

سنت سے :۔

عن ابی ھریرۃ قال' قال رسول اللہ ﷺ : اشھد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول

الله لا یلقی الله بهما عبد غیر شاك فیهما الا دخل الجنة ﴿مسلم ١/٥٦ ح ٢٧﴾

''حضرت ابو ھریرہؓ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ہستی الٰہ نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں'' جو بندہ ان دونوں شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جا ملے گا بشرطیکہ وہ ان دونوں باتوں کی حقیقت میں کوئی شک نہ رکھتا ہو' وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

وفی روایة لا یلقی الله بهما عبد غیر شاك فیحجب عن الجنة ﴿مسلم ١/٥٦ ح ٢٧﴾

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ''کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا جو ان دونوں شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جا ملے' جبکہ ان کی حقیقت کی بابت اسے کوئی شک نہ ہو اور پھر وہ جنت سے محروم رہے''

حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ایک طویل حدیث میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں۔

من لقیت من وراء هٰذا الحائط یشهد ان لا الٰه الا الله مستیقناً بها قلبه فبشره بالجنة ﴿مسلم ١/٥٩﴾

''اس دیوار سے پرے جو آدمی بھی تمہیں ایسا ملے جو اپنے دل کے پورے یقین کے ساتھ اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ فی الواقع کوئی الٰہ نہیں ایسے آدمی کو جنت کی خوشخبری سنادو''

تیسری شرط (اخلاص) کی دلیل :

قرآن سے :۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

الا لله الدین الخالص ﴿الزمر /۳﴾

''دین (اطاعت وبندگی) خالصتاً اللہ کیلئے ہے''

مزید ارشاد ہے۔

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین حنفاء ﴿البینة/ ۵﴾

''اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کیلئے خالص کر کے 'بالکل یکسو ہو کر''۔

سنت سے اس کی دلیل :

حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی صحیح حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

اسعد الناس بشفاعتی من قال لا اله الا الله خالصاً من قلبه او نفسه ﴿البخاری بشرحه الفتح(۱/۱۹۳) ح (۹۹)﴾

''میری شفاعت کا حقدار خوش نصیب ترین شخص وہ ہے جو خلوص دل خلوص نفس کے ساتھ یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں''۔

عتبان بن مالکؓ سے مروی صحیح حدیث میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

ان الله حرم علی النار من قال لا اله الا الله یبتغی بذلك وجه الله عزوجل﴿مسلم (۱/٤٥٦)ح(۲٦۳)﴾

''اللہ تعالیٰ نے ہر ایسے آدمی کا جہنم میں جلنا حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہو اور اس بات سے اللہ کی خوشنودی کا طالب ہو''۔

امام نسائی ''الیوم واللیلة'' میں دو صحابیوں سے مروی حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

من قال لااله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علیٰ کل شیء قدیر مخلصاً بها قلبه یصدق بها لسانه الا فتق الله لها السماء فتقاً حتیٰ ینظر الا

قائلها من اهل الارض وحق لعبد نظر الله اليه ان يعطيه سواله ﴾ النسائی فی عمل اليوم والليلة برقم (٢٨)﴿

"جو آدمی دل کے پورے خلوص اور زبان کی سچائی کے ساتھ یہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ'لہ الملك ولہ الحمد وھو علیٰ کل شی قدیر" یعنی اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں وہ تنہا اور لا شریک ہے، بادشاہی اسی کی ہے حمد و ثناء صرف اسی کا حق ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے" تو ان کلمات کیلئے اللہ تعالیٰ آسمان کے پٹ کھول دیتا ہے یہاں تک کہ زمین میں ان کلمات کے کہنے والے پر نگاہ فرماتا ہے اور بس جس بندہ پر اللہ تعالیٰ نگاہ فرمالے اس کا حق ہو جاتا ہے کہ وہ جو مانگے سو دیا جائے"

چوتھی شرط (صدق) کی دلیل :

قرآن سے :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکٰذبین ﴿العنکبوت / ١-٣﴾

"الف، ل، م۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا! حالانکہ ہم سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون"۔

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

ومن الناس من یقول ء امنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخدعون اللہ والذین ء امنو وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون فی قلوبھم مرض فزادھم

الله مرضا ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذبون ﴿البقرة/٨-١٠﴾

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ مؤمن نہیں ہیں وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اس کی پاداش میں ان کیلئے دردناک سزا ہے''۔

صحیحین میں معاذ بن جبلؓ سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں :

ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله صدقاً من قلبه الا حرمه الله على النار ﴿البخارى مع الفتح ١/٢٢٦ ج ١٢٨ مسلم ١/٦١﴾

''جو آدمی بھی صدق دل سے یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے''۔

پانچویں شرط (محبت) کی دلیل :

قرآن سے :

ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله والذين امنوا اشد حباً لله ﴿البقرة/١٦٥﴾

''کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مد مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں''۔

يا ايها الذين ء امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف ياتى الله بقوم يحبهم و

يحبونه اذلة على المومنين اعزة على الكافرين يجاهدون فى سبيل الله ولا يخافون لومة لائم ﴿المائده/٥٤﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا۔ جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہو گا۔ جو مؤمنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جد و جہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے''۔

سنت سے :

حضرت انسؓ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الايمان: ان يكون الله ورسوله احب اليه مما سواهما وان يحب المرء لا يحبه الا لله وان يكره ان يعود فى الكفر' بعد اذانقذه الله منه' كما يكره ان يقذف فى النار﴿البخارى مع الفتح ١/٧٢ ح ٤٣ مسلم ١/٦٦﴾

''تین باتیں جس آدمی میں آجائیں بس وہ ایمان کا مزہ اور لطف اٹھا لیتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کو دنیا کی ہر ہستی سے زیادہ عزیز اور محبوب ہو جائیں، دوسری یہ کہ وہ کسی انسان سے محبت کرے تو صرف اور صرف اللہ کی خاطر، اور تیسری یہ کہ کفر سے ایک بار نکل آنے کے بعد اس میں لوٹ جانے سے اس کو اتنی کراہت ہونے لگے جتنا انسان آگ میں پڑ جانے سے لرزاں اور گریزاں ہو''

چھٹی شرط (انقیاد) کی دلیل :

قرآن سے :

وانيبوا الى ربكم واسلموا له۝ الزمر/٥٤ ۝

''اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اسکے''

ومن احسن دينا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن۝ النساء/١٢٥ ۝

''اس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا''

ومن يسلم وجهه الى الله وهو محسن فقد استمسك با لعروة الوثقى۝ لقمان/٢٢ ۝

''جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے اور عملاً وہ نیک ہو اس نے فی الواقع ایک بھروسے کے قابل سہارا تھام لیا''

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليماً۝ النساء/٦٥ ۝

''نہیں اے محمد ﷺ! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مؤمن نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی تک نہ محسوس کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں''

سنت سے :

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لا يومن احدكم حتى يكون هواه تبعاً لما جئت به

''تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں جب تک اس کی ہر خواہش میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائے''

ساتویں شرط (قبول و تسلیم) کی دلیل :

قرآن سے :

وكذلك ما ارسلنا من قبلك في قرية من نذير الا قال مترفوها انا وجدنا آباء نا على امة وانا على آثارهم مقتدون قال اولو جئتكم باهدى مما وجدتم عليه آباء كم قالوا انا بما ارسلتم به كافرون فانتقمنا منهم فانظر كيف كان عاقبة المكذبين﴿الزخرف ۲۳-۲۵﴾

''اسی طرح تم سے پہلے جس بستی میں بھی ہم نے کوئی ڈرانے والا بھیجا اسکے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔ ہر نبی نے ان سے پوچھا کیا تم اسی ڈگر پر چلے جاؤ گے خواہ میں اس راستے سے زیادہ صحیح راستہ تمہیں بتاؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟ انہوں نے سارے رسولوں کو یہی جواب دیا کہ جس دین کی طرف بلانے کیلئے تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے کافر ہیں آخرکار ہم نے ان کی خبر لے ڈالی اور دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا''

انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون ويقولون ائنا لتاركوا الهتنا لشاعر مجنون﴿الصافات ۳۵-۳٦﴾

''یہ لوگ (جہنمی) تھے کہ جب ان سے کہا جاتا اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں!''

سنت سے :

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے صحیح حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل الغيث الكثير اصاب ارضاً فكان منها نقية قبلت الماء فانبتت الكلاء والعشب الكثير وكانت منها اجادب امسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب منها طائفة

www.KitaboSunnat.com

اخرى انما هي قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلاء فذلك مثل من فقه في دين الله ونفعه ما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذالك راسا ولم يقبل هدى الله الذى ارسلت به» البخارى ١ / ١٧٥

"مجھے اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اور علم دے کر مبعوث فرمایا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہیں بہت زیادہ بارش برسے کہیں تو زمین نرم و شاداب ہو اور اس بارش سے خوب سیراب ہو کر فصل اگائے اور ہرا بھرا ہو جائے کہیں پر چٹیل نشیب ہوں جو اس پانی کو روک رکھے پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے منفعت کا وسیلہ کر دے کہ وہ اس کو پیئے، فصلیں سیراب کرنے اور غلے اگانے کیلئے کام میں لائیں جبکہ یہ بارش کسی بنجر زمین پر بھی برسے جو نہ تو پانی کو روک رکھے اور نہ اسے پی کر ہریالی اگا سکے۔ سو یہ مثال اس شخص کی ہے جو اللہ کے دین کا تفقہ حاصل کرے اور اسے میرے ساتھ مبعوث شدہ ہدایت سے اللہ تعالیٰ یوں فائدہ دے کہ وہ اسے خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے اور یہی مثال اس شخص کی ہے جو اس کو لیکر نہ تو اٹھا اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو خود قبول کیا جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے"۔

نواقض الاسلام

'اسلام' کوئی ذات، برادری یا کوئی کنبہ قبیلہ نہیں ہے کہ جو شخص جس ذات اور برادری میں پیدا ہوتا ہے مرتے دم تک اسی سے ہی تعلق رہتا ہے ۔۔۔بلکہ جس طرح نماز کو بعض عوامل توڑ دیتے ہیں، وضو بعض وجوہات کی بناء پر ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح کئی عوامل اسلام کو توڑنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ امام محمد بن عبد الوھابؒ نے اس رسالہ میں بعض ایسے امور کا تذکرہ کیا ہے جن سے انسان کا اسلام ہی ختم ہو جاتا ہے۔

آئیے! ہم اپنے اسلام کا جائزہ لے لیں

نواقض الاسلام (۱)

(وہ باتیں جن سے آدمی مسلمان نہیں رہتا)

یہ بھی ازبر کر لو کہ (نواقض الاسلام) وہ باتیں جن سے آدمی کافر ہو جاتا ہے دس ہیں:

(۱) پہلی بات یہ کہ انسان اللہ کی عبادت اور بندگی میں کسی کو شریک کرے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذالك لمن یشاء﴿النساء۱۱٦﴾

''اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہو

---

(۱) شیخ الاسلام محمد بن عبدالوهابؒ، اپنے رسالہ "اربع قواعد لدین تمیز بین المؤمنین والمشرکین" کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

چنانچہ اگر تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی عبادت کرانے کو پیدا کیا تو پھر تم کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ عبادت عبادت ہی نہیں کہلاتی جب تک وہ توحید کے ساتھ نہ ہو، بالکل ویسے ہی جیسے نماز نماز نہیں کہلاتی جب تک وہ طہارت کے ساتھ ادا نہ ہو۔ پھر جب شرک آجائے تو عبادت باطل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جیسے دوران نماز کسی کا وضو جاتا رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاهدین علی انفسهم بالکفر اولئك حبطت اعمالهم وفی النار هم خالدون.﴿التوبه:۱۷﴾

''مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال اکارت (بقیہ صفحہ 23)

ہیں اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔"

چنانچہ اگر تم اس بات سے آگاہ ہو جاؤ کہ عبادت جب شرک آمیز ہو تو باطل ہو جاتی ہے۔ انسان کا سارا عمل اکارت ہو جاتا ہے۔ اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے والوں میں شمار ہو گا تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس بات سے آگاہ رہنا تم پر سب سے زیادہ لازم ہے۔ شاید کہ اللہ تعالٰی تمہیں شرک کے اس چنگل سے بچا کے رکھ لے۔ (مجموعہ التوحید صفحہ: ۲۵۴)

لا الہ الا اللہ کی شروط میں ہم پیچھے یہ بیان کر آئے ہیں کہ نماز روزہ اور وضوء کی طرح لا الہ الا اللہ کی شہادت قبول ہونے کیلئے بھی کچھ شرطیں ہیں۔ اب یہاں یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ کسی عمل کی شرطیں اگر پوری ہو جائیں اور وہ عمل درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس عمل کو درست طور پر پایہء تکمیل تک پہنچانا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جس طرح کچھ چیزوں (نواقض الصوم) سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، کچھ چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (نواقض الصلاۃ) کچھ باتوں (نواقض الوضوء) سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جن سے کلمہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کلمہ ٹوٹ جائے تو آدمی کا اسلام جاتا رہتا ہے پھر وہ خود کو چاہے مسلمان بھی کہے مگر کافر ہو جاتا ہے اور اس کے بعد آدمی کا ہر عمل خود بخود ضائع اور اکارت ہو جاتا ہے۔ پھر چاہے انسان نماز پڑھے، روزہ رکھے، حج کرے، زکوۃ دے، جہاد کرے یا خیرات کچھ قبول نہیں ہوتا۔ غرض وہ باتیں جن میں سے کسی ایک کے ارتکاب سے آدمی مسلمان نہیں رہتا انہیں عقائد کی اصطلاح میں "نواقض الاسلام" کہا جاتا ہے۔

یہاں "کلمہ گو" والی غلط فہمی کا ازالہ ایک بار پھر ضروری ہے۔ نواقض الاسلام کہتے ہی ان باتوں کو ہیں جو کسی شخص کو اسلام سے خارج کر دیں۔ یعنی کلمہ گو کو مسلمان نہ رہنے دیں۔ نواقض الاسلام کسی کافر کو اسلام سے خارج کرنے والی باتوں کو نہیں کہا جاتا بلکہ نواقض الاسلام تو عین وہ باتیں ہیں جو کسی "کلمہ گو" کو کافر قرار دینے کیلئے علماء اور ائمہ نے بیان کی ہیں۔ یہ بات جان لینے کے بعد اس امر کی گنجائش نہیں رہتی کہ آپ کسی کلمہ پڑھنے والے شخص کو طاغوت کی کرسی پر دیکھیں یا کسی قبر کو سجدہ کرتے ہوئے پائیں تو اسے "بہر حال مسلمان" کہنے اور سمجھنے پر مجبور ہوں۔

نواقضِ اسلام کی بابت ایک اور بات ذہن نشین ہونا بھی ضروری ہے۔ اسلامی فقہ کی کوئی کتاب ایسی نہ ہو گی جس میں "باب المرتد" نہ ہو۔ اس باب میں فقہاء دراصل نواقضِ اسلام ہی بیان (بقیہ صفحہ 24)

سکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے"

انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة وما واه النار وما للظالمين من انصار ﴿المائده/ ۷۲﴾

"جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی

کرتے ہیں۔ کتب فقہ میں ان باتوں کی فہرست بہت طویل ہے جن سے ایک کلمہ گو اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ مگر درج بالا رسالہ میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ نے ان باتوں کو دس نواقض اسلام کے تحت بہت جامع انداز میں بیان کر دیا ہے۔ بہر حال ہمارے ہاں کوئی شخص جیسے مرضی شرک کرے چاہے کروڑوں انسانوں پر معبود اور طاغوت بن بیٹھے جب تک "کلمہ" پڑھنے سے دستبردار نہ ہو اسکو مسلمان کہنا واجب سمجھا جاتا ہے۔ گویا مرتد شخص وہ ہوتا ہے جو اسلام سے "بقلم خود" مستعفی ہو جائے اور خود کو مسلمان کہے اور لکھے جانے پر شدید معترض ہو! ایسی کوئی شرط کسی فقیہ نے فقہ کی کسی کتاب میں نہیں لگائی جو کہ ہمارے جاہلی معاشرے میں تقریباً اجماع کا درجہ رکھتی ہے۔

نواقض اسلام کو جاننا اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ جہاں تک لا اله الا الله کی شروط کا تعلق ہے جیسے علم، یقین، اخلاص، صدق دل وغیرہ وغیرہ تو یہ مسلمان ہونے کے لئے لازمی تو ہیں مگر ان شرطوں پر عمل پیرائی کا معاملہ ایک حد تک اللہ اور بندے کے مابین ہوتا ہے کیونکہ یہ بات انسانوں کے ضبط میں آنے والی نہیں کہ کسی انسان نے کس حد تک علم، یقین، اخلاص، صدق و وفا اور تسلیم کے ساتھ لا اله الا الله کا اقرار کیا ہے۔ اور جب ایسا ہے تو مذہب اہلسنت کی رو سے ہمارے لئے کسی آدمی کا صرف ظاہری اقرار ہوگا، جب وہ یہ کلمہ ادا کر دے۔ پھر ہم اسے مسلمان ہی مانیں گے... جب تک وہ نواقضِ اسلام میں سے کسی ایک کا مرتکب نہ ہو جائے۔ چنانچہ واجب ہوگا کہ ہر "کلمہ گو" کو مسلمان سمجھتے ہوئے اسکا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ رکھا جائے اور جب تک اسلام سے خارج کر دینے والا کوئی قول یا عمل واضح طور پر اس سے سرزد نہ ہو کسی ظن اور قیاس آرائی کی بنا پر اسے کافر نہ کہا جائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں کفر کا فتویٰ خود لگانے والے پر پلٹ آئے گا۔ مسلمان بھائی کو کافر کہنے کی ممانعت والی حدیث کا مصداق وہی آدمی ہو سکتا ہے جو نواقضِ اسلام کا واضح طور پر مرتکب نہ ہو۔ ورنہ فقہ اسلامی میں مرتد کا باب سرے سے نہ ہوتا کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے ارتداد کا حکم غیر کلمہ گو پر نہیں کلمہ گو پر ہی لگتا ہے۔

اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''

اس عبادت اور بندگی میں یہ بھی شامل ہے کہ آدمی غیر اللہ کیلئے ذبح کرے جیسے کسی جن کیلئے یا کسی قبر کیلئے کوئی جانور ذبح کیا جائے۔

(۲) دوسرا وہ آدمی ہے جو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطے اور وسیلے بنا کر ان کو پکارنے لگے۔ ان سے شفاعت کا سوالی ہو اور ان پر توکل اور سہارا کرنے لگے ایسا شخص اجماع امت کی رو سے کافر ہے۔

(۳) تیسرا وہ شخص ہے جو مشرکین کو کافر نہ کہے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرنے لگے یا ان کے مذہب کو اچھا کہنے یا سمجھنے لگے ایسا شخص بھی کافر ہو جاتا ہے۔

(۴) جو شخص یہ سمجھے کہ کوئی ہدایت یا قانون نبی اکرم ﷺ کی ہدایت اور شریعت و قانون سے جامع تر یا مکمل تر ہے یا یہ کہ کسی اور کا حکم و قانون آپ کے حکم و قانون سے بہتر ہے مثلاً وہ شخص جو طاغوتوں کے حکم و قانون کو نبی اکرم ﷺ کے فیصلے اور آپ کے قانون پر ترجیح دے' تو ایسا انسان کافر ہے۔

(۵) وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین اور شریعت کی کسی بھی بات سے نفرت اور بغض رکھتا ہو وہ کافر ہے اگرچہ وہ اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو۔

(۶) وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے دین کی کسی بات یا ان کے ذکر کردہ کسی ثواب یا عذاب کا مذاق اڑائے' کافر ہو جاتا ہے قرآن سے اس کی دلیل یوں ملتی ہے:

قل ابالله و آياته ورسوله كنتم تستهزئون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم ﴿التوبة/٦٥'٦٦﴾

''ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھی! اب عذرات نہ تراشو' تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے

(۷) ساتویں بات جس سے انسان کفر کا مرتکب ہوتا ہے جادو ہے۔ جادو میں محبت کے ٹونے بھی آتے ہیں اور کسی محبت سے دل پھیرنے کے بھی، سو جو یہ کام کرے یا اس پر راضی ہو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

قران میں اس کے کفر ہونے کی دلیل یہ ہے۔

وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنة فلا تکفر ﴿البقرة ۱۰۲﴾

"حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیتے تھے کہ دیکھ ہم محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو"۔

(۸) آٹھویں بات جس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے وہ ہے مشرکوں کی نصرت اور پشت پناہی کرنا۔ یا مسلمانوں کے خلاف انکی معاونت کر دینا۔ قرآن میں اس کی دلیل یہ ہے۔

ومن یتو لھم منکم فانه منھم ان الله لا یھدی القوم الظالمین ﴿المائدہ/ ۵۱﴾

"اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی انہی میں ہے یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے"

(۹) وہ شخص جو یہ اعتقاد رکھے کہ بعض افراد محمد ﷺ کی شریعت کی تابعداری سے مستثنٰی ہو سکتے ہیں جیسا کہ خضرؑ موسیٰؑ کی شریعت سے خروج کر لینے میں آزاد تھے، ایسا شخص بھی کافر ہے۔

(۱۰) دسویں بات یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے دین سے اعراض کرے نہ اس کا علم لیتا ہو اور نہ اس پر عمل کرتا ہو، اس کی دلیل بھی قرآن سے ملتی ہے۔

ومن اظلم ممن ذکر بایات ربه ثم اعرض عنھا انا من المجرمون منتقمون ﴿السجدة/ ۲۲﴾

"اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ ان سے منہ پھیر لے ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے"

واضح رہے کہ یہ باتیں جن سے آدمی کفر کا مرتکب ہوتا ہے (نواقض اسلام) چاہے ہنسی

مذاق میں انسان سے سرزد ہوں یا سنجیدگی سے اور چاہے کسی کے خوف سے' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور آدمی کافر ہی رہتا ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ کوئی آدمی اکراہ کی حد تک مجبور کیا جائے تو تب وہ (کفر کی فرد جرم سے) مستثنیٰ ہو جاتا ہے لہٰذا یہ سب امور (نواقض اسلام) حد درجہ خطرناک ہیں اور یہی امور کثرت سے واقع بھی ہوتے ہیں۔ پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان سے حد درجہ ہی بچے اور ان میں گرفتار ہو جانے سے ڈرتا رہے۔

ان سب باتوں سے اللہ کی پناہ جن سے انسان اللہ کے غضب کا مستحق اور دردناک عذاب کا شکار ہو جاتا ہو۔

توحید کی تین انواع

'توحید' کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو اکیلا اور یکتا مان کر صرف اسی ہی کی عبادت کرنا۔ توحید ہی دین اسلام کی بنیاد ہے آسانیء فہم کی خاطر علماء نے توحید کو تین انواع میں تقسیم کیا ہے۔

آئیے! اس بنیاد کو سمجھ لیں۔

توحید کی تین انواع

پہلی قسم : توحید ربوبیت

یہ وہی توحید ہے جس کا اقرار رسول اللہ ﷺ کے دور کے کفار بھی کرتے رہے تھے مگر اس ایک اقرار سے وہ داخل اسلام نہ ہو پائے تھے۔ (۱) بلکہ رسول اللہ ﷺ بدستور ان سے آمادہ قتال اور ان کے جان و مال کو مباح ٹھہراتے رہے۔ اس توحید (ربوبیت) کا مطلب ہے کہ "سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے"۔ کفار کے اس توحید کا اقراری ہونے کی دلیل اس آیت سے ملتی ہے۔

---

(۱) توحید کا عام مفہوم ہمارے ہاں یہ ہے کہ اللہ ایک ہے دو نہیں۔ اس معنی میں کہ کائنات کے دو خالق نہیں یا یہ کہ تدبیر کائنات کا کام کئی سارے خدا نہیں کرتے بلکہ ایک اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ کچھ اور آگے بڑھیں تو زیادہ سے زیادہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی سے سب کچھ ہونے کا یقین اور سب کام اللہ ہی کی طرف سے ہونے کا یقین جو کہ ظاہر ہے تخلیق اور تدبیر کائنات ہی کا ایک مظہر ہے۔ رسالہ مذکورہ بالا کی رو سے "ایک اللہ کے خالق ہونے" یا "ایک اسی سے سب کچھ ہونے کا یقین" (یعنی خلق اور تدبیر) پر مشتمل یہ توحید (ربوبیت) مطلوب تو یقیناً ہے مگر انبیاء صرف ایک یہی منوانے کیلئے نہیں آتے رہے۔ بلکہ انبیاء کا اپنی قوموں سے اصل جھگڑا اور تنازعہ کچھ اور تھا اور وہ تنازعہ ہے توحید الوھیت.... جسکی مختصر وضاحت اسی رسالہ میں ذرا آگے چل کر آرہی ہے۔ یہی مؤخر الذکر توحید تھی جو انبیاء کی ہجرت اور جلاوطنی کا سبب بنتی رہی اور یہی انکے قتال کی اساس تھی۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوھابؒ فرماتے ہیں :

"متکلمین اور اشاعرہ کی پیروی میں وہ خیال کرنے لگے ہیں کہ اس کلمہ (لا الہ الا اللہ) کا مطلب ہے "پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا" جبکہ یہ تو وہ توحید ربوبیت ہے جسکا (پہلے) مشرک بھی اقرار کرتے تھے مگر ایک اس اقرار سے وہ داخل اسلام نہ ہو پاتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

(بقیہ صفحہ 30)

قل لمن الارض ومن فيها ان کنتم تعلمون سیقولون لله. قل افلا تذکرون﴿المؤمنون: ۸۵﴾

"ان سے کہو :بتاؤ، اگر تم جانتے ہو، کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے :اللہ کی۔ کہو پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے"....

اس موضوع کی آیات قرآن میں بہت زیادہ ہیں۔ اس توحید کا اقرار تو سبھی امتوں کے مشرک کرتے چلے آئے ہیں۔ اسکا اقرار وہ اہل جاہلیت بھی کرتے جن میں محمد ﷺ مبعوث کیے گئے۔ مگر یہ اقرار ان کو داخل اسلام نہ کر سکا کیونکہ وہ اس توحید کا انکار کرتے تھے جو اس کلمہ کا اصل مفہوم ہے یعنی عبادت صرف اللہ کی، شرک کی نفی وانکار اور اس سے براءت و علیحدگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله. فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون﴿آل عمران: ٦٤﴾

"کہو :اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنا لے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی واطاعت کرنے والے) ہیں"

چنانچہ یہ ہے وہ توحید جو کہ اصل اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الحکم الا لله امر ان لا تعبدوا الا ایاه ذالك الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴿یوسف: ٤٠﴾

"حکم و قانون کا حق ایک اللہ کو ہے۔ اسکا حکم ہے کہ ایک اسکے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی دین قیم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

(اقتباس از قرة عیون الموحدین شرح کتاب التوحید باب پنجم الدعاء الی شهادة ان لا اله الا الله)

قل من يرزقكم من السماء والارض امن يملك السمع والابصار ومن يخرج الحي من الميت و يخرج الميت من الحي ومن يدبر الامر فسيقولون الله فقل افلا تتقون﴿یونس/۳۱﴾

''ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے! یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں! کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے! کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے! وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ' کہو پھر تم (حقیقت کے خلاف چلنے سے) پرہیز نہیں کرتے؟''

اس ضمن میں بے شمار آیات قرآن مجید سے مل سکتی ہیں۔

دوسری قسم : توحید الوہیت

یہی وہ توحید ہے جو زمانہ قدیم سے اب تک باعث نزاع چلی آرہی ہے۔ اس توحید کا مطلب ہے کہ بندگی کے تمام افعال ایک اللہ وحدہ لا شریک کے لئے خاص کر دئے جائیں مثلاً دعا' نذرونیاز' ذبحہ' امید و رجاء' خوف و خشیت' توکل' رغبت ورہبت' انابت اور بندگی کے وہ تمام افعال اور رویے جن پر قرآن سے دلیل ملتی ہو۔

تیسری قسم : توحید ذات واسماء و صفات

قرآن میں اس کی دلیل یہ ہے

قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفواً احد﴿الاخلاص﴾

''کہو وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے (اور سب اس کے محتاج)۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں''

ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها وذروا الذين يلحدون في اسمائه سيجزون ما كانوا يعملون (الاعراف ۱۸۰)

17277

www.KitaboSunnat.com

"اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کا بدلہ وہ پا کر رہیں گے۔"

ليس كمثله شيء وهو السميع البصير (الشوری ۱۱)

"کائنات کی کوئی چیز اللہ کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔"

توحید کی ضد شرک ہے

توحید اور شرک متضاد لفظ بھی ہیں اور بالکل متضاد نتائج کی حامل اصطلاحات دین بھی۔ 'توحید' کا انعام جنت الفردوس اور 'شرک' کا انجام بھڑکتی ہوئی آگ یعنی جہنم۔ اس لئے جہاں توحید کو جانناور اپنانا ضروری ہے وہاں شرک کو پہچاننا اور اس سے بچنا بھی نہایت اہم ہے۔

آئیے شرک کی پہچان کر لیں تاکہ اس سے بچ سکیں

توحید کی ضد شرک ہے۔

شرک کی تین قسمیں ہیں۔

شرک اکبر، شرک اصغر، اور شرک خفی

شرک اکبر تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نہ کسی حال میں معاف کرتا ہے اور نہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیک عمل قبول کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے۔

ان الله لا يغفر ان يشرك به و يغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد ضل ضلالاً بعيداً ﴿النساء/١١٦﴾

"اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے' اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہو سکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا"

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

وقال المسيح يا بنى اسرا ئيل اعبدوا الله ربى وربكم انه من يشرك با لله فقد حرم الله عليه الجنة وماواه النار وما للظالمين من انصار ﴿المائده/٧٢﴾

"حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی' جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں"

اسی طرح یہ آیت بھی

وقدمنا الى ما عملوا من عمل فجعلناه هبا ء منثورا ﴿الفرقان/٢٣﴾

"اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے"

اور یہ آیت بھی

لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتكونن من الخاسرين﴿الزمر/٦٥﴾

''اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے''

ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون﴿الانعام/۱۸۸﴾

''لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا''

شرک اکبر چار قسم کا ہے۔

پہلی قسم : دعا و مناجات میں شرک کرنا۔ اس کے شرک ہونے کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے۔

فاذا رکبوا فی الفلك دعوا الله مخلصین له الدین فلما نجاهم الی البر اذاهم یشرکون﴿العنکبوت/٦٥﴾

''جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کیلئے خاص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں''

دوسری قسم : مقصد اور نیت و ارادہ میں شرک کا پایا جانا

اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

من کان یرید الحیاة الدنیا وزینتها نوف الیهم اعمالهم فیها وهم فیها لایبخسون اولئك الذین لیس لهم فی الاخرة الا النار وحبط ما صنعوا فیها وباطل ما کانوا یعملون﴿هود/١٥.١٦﴾

''جو لوگ بس اسی دنیا کی زندگی اور اس کی خوش نمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم ان کو یہیں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے

ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیا میٹ ہو گیا اور اب ان کا سب کیا دھرا محض باطل ہے''

تیسری قسم : اطاعت میں اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

اسکے شرک ہونے کی دلیل قرآن کی اس آیت سے ملتی ہے۔

اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحداً لا اله الا ھو سبحانه عما یشرکون ۝ التوبه/ ۳۱

''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا' وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں''

اس آیت کی تفسیر' جس میں کوئی شبہ یا اشکال کی گنجائش نہیں' یہ ہے کہ ان علماء اور نیک بندوں کو پکار کر یا ان سے دعا کر کے انکو الہ نہ بنایا جاتا تھا بلکہ بات صرف اتنی تھی کہ انکی اطاعت کی جاتی تھی جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم کے سامنے خود اسکی تفسیر کی جب انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم تو ان کی عبادت نہ کرتے تھے تب آپ نے فرمایا کہ ان کی عبادت دراصل یہ تھی کہ باطل میں ان کی اطاعت کی جاتی تھی۔ (۱)

---

(۱) کسی کو حلال اور حرام کا تعین کرنے کا حق دینا دراصل اسکو الہ بنانا ہے۔ اس بنا پر وہ باطنی فرقے مشرک قرار پاتے ہیں، جو اپنے "ائمہ معصومین" کو تحلیل اور تحریم کا مطلق حق دیتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کا شرک بھی لازم آتا ہے جو "طریقت" کو شریعت پر مقدم کرتے ہوئے حلال و حرام اور زندگی کے مختلف احکام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی بجائے اپنے پیروں اور درویشوں سے لیتے ہیں۔ اسی طرح کچھ ہستیوں کو (جو نمائندگان عوام کہلاتے ہیں) سیاسی، معاشی، فوجداری، دیوانی اور بین الاقوامی (بقیہ صفحہ 37)

چوتھی قسم : محبت اور گرویدگی میں اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔
اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله﴿البقرة.١٦٥﴾

''کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہم سر اور مد مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسے اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہئے۔

شرک اصغر

جہاں تک شرک کی دوسری قسم یعنی شرک اصغر کا تعلق ہے تو وہ ہے ریا کاری اور عبادت کا مخلوق کیلئے دکھلاوا۔

ومن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربه احدا﴿الكهف/١١٠﴾

''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے''

ضابطے اور قانون صادر کرنے کا حق دیا جائے تو یہ ان کی عبادت ہوگی۔ غرض کسی کو اپنا مطاع (یعنی قابل اطاعت) ٹھہرانا، چاہے وہ محدود مذہبی معنی میں ہو یا سیاسی اور قانونی معنی میں، دراصل اس کو معبود بنانا ہے۔ قرآن پڑھنے کے بعد اس میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا کہ اللہ کے قانون پر چلنا اللہ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کے قانون پر چلنا غیر اللہ کی بندگی۔

مسند احمد اور ترمذی میں روایت ہے کہ حضرت عدی بن حاتمؓ نے جو پہلے عیسائی تھے، بوقت قبول اسلام اس امر کا انکار کیا (**اتخذوا احبارهم و رهبانهم ارباباً من دون الله﴿التوبه: ٣١﴾**) کہ "انہوں نے اپنے احبار اور رھبان کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا تھا" تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو جواب دیا تھا۔

بلى انهم حرموا عليهم الحلال و احلوا لهم الحرام فاتبعوهم فذلك عبادتهم اياهم.

"کیوں نہیں! وہ ان پر حلال کو حرام کرتے اور حرام کو حلال کرتے تو وہ تسلیم کر لیتے تھے۔ یہ ان کی عبادت ہی تو ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر بابت سورۃ التوبہ آیت ۳۱)

شرک خفی

شرک کی تیسری قسم شرک خفی ہے یعنی پوشیدہ اور غیر محسوس شرک، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے۔

الشرك فی هذه الامة اخفی من دبيب النملة السوداء علی صفاة سوداء فی ظلمة الليل

روی موقوفاً علی ابن عباس فی تفسير ابن ابی حاتم كما ذكره ابن كثير ﴿١/٥٧﴾ بسند حسن انظر النهج السديد ح ﴿٤٦٢﴾

''اس امت میں شرک اس سے بھی کہیں پوشیدہ تر اور غیر محسوس ہو گا جتنا کہ سیاہ چیونٹی کا کسی سیاہ پتھر پر رات کی تاریکی میں چلنا''

اسکا کفارہ حدیث نبوی میں مذکور ہے کہ آدمی یہ کہے

اللهم انی اعوذبك ان اشرك بك شيئا وانا اعلم واستغفرك من الذنب الذی لا اعلم

جزء من حديث طويل اخرجه احمد ﴿١/٧٦﴾

وصححه الالبانی فی صحيح الجامع ﴿٣٦٢٥﴾

''اے اللہ تیری پناہ کہ میں تیرے ساتھ جانتے ہوئے کچھ شرک کروں اور اس گناہ سے میں تیری جناب سے معافی کا خواست گار ہوں جسکا مجھے علم نہ ہو پایا''

کفر کی اقسام

مؤمن کی شان یہ ہے کہ کفر
کو ایسے ناپسند کرتا ہے جس طرح
آگ میں گر جانے کو۔ کفر سے بچنے
کیلئے اس بات کا علم حاصل کرنا
واجب ہے کہ کفر کیا ہوتا ہے؟ اس
رسالہ میں یہی بات سمجھائی گئی
ہے۔

کفر کی دو قسمیں ہیں

پہلی : کفر مخرج من الملة

وہ کفر جس کے ارتکاب میں انسان ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔
اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

پہلی صورت کفر تکذیب : یعنی اللہ کے دین یا اس کی کسی بات کو جھٹلا کر کفر کا مرتکب ہونا۔ اسکی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے۔

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب بالحق لما جاء ه اليس فى جهنم مثوى للكافرين ۞ العنكبوت/٦٨ ۞

”اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جبکہ وہ اس کے سامنے آچکا ہو! کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہی نہیں ہے!“

دوسری صورت کفر عناد و استکبار : دوسری صورت یہ ہے کہ انسان دین کو یا رسول کو سچا تو کہے مگر اس تصدیق کے باوجود (اس کو یا اس کے کسی حکم کو) ماننے سے انکار کرے اور تکبر اور ہٹ دھرمی سے جواب دے۔ اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے۔

واذ قال ربك للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس ابى وستكبر و كان من الكافرين ۞ البقرة/ ٣٤ ۞

”جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ تو سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا“

تیسری صورت کفر شک یا کفر ظن : یعنی آدمی رسول ﷺ کے لیے

کی حقانیت پر شک کرے اس کفر کی دلیل یہ آیت ہے۔

ودخل جنته وهو ظالم لنفسه قال ما اظن ان تبيد هذه ابدا وما اظن الساعة قائمة ولئن رددت الى ربى لا جدن خيراً منها منقلباً قال له صاحبه وهو يحاوره اكفرت بالذى خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سواك رجلاً لكنا هوالله ربى ولا اشرك بربى احداً﴿الكهف ٣٥.٣٨﴾

''وہ اپنی جنت میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہو جائے گی اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی۔ تاہم اگر کبھی مجھے میرے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا''

اس کے ہمسائے نے گفتگو کرتے ہوئے اس سے کہا ''کیا تو کفر کرتا ہے اس ذات سے جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفے سے پیدا کیا اور تجھے ایک پورا آدمی بنا کھڑا کیا! رہا میں' تو میرا رب تو وہی اللہ ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا''

چوتھی صورت کفر اعراض : یعنی انسان دین سے روگردانی اور اعراض برتتا ہو' اس کے کافر ہونے کی دلیل یہ آیت ہے۔

والذين كفروا عما انذروا معرضون﴿الاحقاف/٣﴾

''یہ کافر لوگ اس حقیقت سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس سے ان کو خبردار کیا گیا ہے''

پانچویں صورت کفر نفاق : کفر نفاق کی دلیل یہ آیت ہے۔

ذالك بانهم ءامنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون﴿المنافقون/٣﴾

''یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ان لوگوں (منافقین) نے ایمان لا کر پھر کفر کیا اس لئے ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ اب یہ کچھ نہیں سمجھتے''

کفر اصغر

کفر کی دوسری قسم کفر اصغر ہے۔ اس کا مرتکب ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ یہ کفران نعمت ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں اس کو یہ نام دیا گیا ہے۔

وضرب الله مثلا قرية كانت امنة مطمئنة ياتيها رزقها رغداً من كل مكان فكفرت بانعم الله لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون﴿النحل/۱۱۲﴾

''اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے وہ امن واطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفراغت رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا تب اللہ نے اس کے باشندوں کو انکے جاری کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں''۔

نفاق دو قسم کا ہے

منافق درک اسفل (جہنم کے بعید ترین درجہ) میں ہو گا نفاق دل کا کھوٹ ہے۔ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ نفاق کی بعض علامتیں اور شکلیں امام صاحبؒ نے اس رسالہ میں ذکر کی ہیں۔

نفاق دو قسم کا ہے

ایک اعتقادی نفاق ہے اور دوسرا عملی نفاق۔ اعتقادی نفاق کی چھ صورتیں ہو سکتی ہیں۔ان میں سے آدمی جس صورت کا بھی شکار ہو بہر حال جہنم کے آخری درجے (درک اسفل) میں پھینکے جانے کا مستوجب ہو گا۔

اعتقادی نفاق کی یہ چھ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) رسول برحق ﷺ کو جھوٹا سمجھنا۔

(۲) رسول برحق ﷺ کے لائے ہوئے دین کے کسی حصے یا کسی بات کو جھوٹا سمجھنا۔

(۳) انسان رسول برحق ﷺ سے بغض رکھتا ہو۔

(۴) انسان رسول برحق ﷺ کی کسی بات سے بغض یا نفرت رکھتا ہو۔

(۵) رسول برحق ﷺ کے دین کے رسوا اور سرنگوں ہونے سے انسان کو خوشی ہوتی ہو۔

(۶) رسول برحق ﷺ کے دین کے غالب آنے سے انسان کو تکلیف ہوتی ہو۔

عملی نفاق :۔

جہاں تک عملی نفاق کا تعلق ہے تو انسان کے اندر وہ پانچ صورتوں میں پایا جا سکتا ہے۔اسکی دلیل رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے۔

آیة المنافق ثلاث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف واذا اوتمن خان وفی روایة"واذا خاصم فجر واذا عاهد غدر"﴿البخاری مع الفتح. ۱/۸۳﴾

''منافق کی تین نشانیاں ہیں بات کرے تو جھوٹ بولے' وعدہ کرے تو پورا نہ کرتا ہو اور اگر اسے امانت سونپی جائے تو خیانت کرے' جبکہ ایک اور روایت میں مزید یہ الفاظ آئے ہیں کہ کسی سے جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے اور کسی سے پیمان باندھے تو وفا نہ کرے''۔

طاغوت کا مفہوم

طاغوت کا لفظ قرآن مجید میں کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم مسلمان کہلانے والے طاغوت سے کفر کیا کریں گے۔ 'طاغوت' کے معنی اور مفہوم سے ہی آگاہ نہیں ہیں۔ اس مختصر رسالہ میں امام صاحبؒ نے طاغوت کے معنیٰ اور طاغوت کے سرغنے بتائے ہیں۔ شاید یہ رسالہ اس فرض اولین کی ادائیگی میں ہمارے لئے زادِ راہ بن جائے۔

طاغوت کا مفہوم اور طاغوت کے سرغنے

اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے یہ بھی جان لو کہ وہ فرض اولین جو اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی پر عائد کر رکھا ہے وہ ہے کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ____ یعنی انسان طاغوت سے کفر کر دے اور اللہ سے ایمان کا ناطہ جوڑے____ اسکی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے

فمن يكفر بالطاغوت ويو من بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها والله سميع عليم﴿البقرة ٢٥٦﴾

''اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا) سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ (۱)

---

(۱) پچھلے رسائل میں عبادت اور الوھیت کا معنی واضح کیا گیا ہے۔ شرک اور توحید کا فرق بھی بیان ہوا ہے۔ اب یہ جاننا باقی ہے کہ جہاں بھی غیر اللہ کی عبادت اور بندگی کی صورت میں شرک ہو گا وہاں کسی باطل ہستی کی الوھیت بھی قائم ہو رہی ہو گی۔ ایسی ہستی اگر الہ بننے یا بنائے جانے پر راضی ہو تو اس کو شریعت کی اصطلاح میں طاغوت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ کچھ ہستیاں ایسی ہیں جو خود کو الہ بنائے جانے پر راضی نہیں جیسے نصاریٰ عیسیٰؑ کو الہٰ کا درجہ دیتے ہیں مگر وہ اس پر راضی نہیں۔ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کو پکارتے ہیں اور کچھ حضرت علیؓ سے مدد کی فریاد کرتے ہیں۔ کچھ لوگ دوسرے اولیاء اور صالحین کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب لوگ اگر اس شرک کو دیکھیں تو اسے ایک آنکھ گوارا نہ کریں۔ اب جہاں تک ایسے نیک اور صالح بندوں کا تعلق ہے تو ان کی تو صرف عبادت کی نفی کرنی ہو گی۔ رہی بات ان کی جو اپنی عبادت ہونے پر معترض نہیں یہاں تک کہ خود لوگوں سے اپنی پوجا کراتے ہیں اور خود اپنا قانون چلاتے ہیں تو ایسے طاغوتوں کا معاملہ شریعت میں تمام مشرکوں اور کافروں سے مختلف ہے۔ (بقیہ صفحہ 47)

چنانچہ طاغوت کا مطلب ہوگا: باطل خدا، یا یوں کہیں: خدائی کا جھوٹا دعویدار۔ ضروری نہیں کوئی شخص "خدا" کا باقاعدہ لقب اختیار کرے تو تبھی خدائی کا دعویدار ہو۔ بلکہ اگر کوئی شخص لوگوں سے اپنے لئے کسی ایسے کام کا تقاضا کرے جو صرف کسی معبود ہی کیلئے روا ہو تو وہ دراصل خدائی کا ہی دعویدار ہے چاہے وہ جتنی مرضی کسر نفسی سے کام لے۔ جیسے مثلاً کوئی علم غیب کا دعویٰ کرے۔ کسی شخص کو سجدہ و قیام ہو تو وہ اسے قبول کرے یا کوئی آدمی انسانوں کیلئے قانون سازے۔۔۔ اور یہ تو آپ کی معلومات میں اضافہ نہ ہوگا کہ خدائی کا دعویٰ نبوت کے جھوٹے دعویٰ سے کہیں بڑا جرم ہے۔

بنابریں طاغوت بننے والا شخص مشرک تو ہے ہی مگر وہ ایک عام سا مشرک یا کافر نہیں بلکہ وہ اللہ کا شریک بن بیٹھنے والا مشرک ہے۔ لہذا کسی مشرک کو تو کسی وجہ سے نظر انداز کیا جاسکتا ہے مگر طاغوت کو ہرگز نہیں۔ انبیاء کی پیروی میں اٹھنے والی ہر تحریک کی مڈھ بھیڑ عام مشرکوں سے نہ بھی ہو، طاغوت سے ہونا ناگزیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو ملک مصر کی طرف بھیجا تو پورے ملک کی ایک ہی شخصیت کا پتہ دیا جس سے آپکو دو دو ہاتھ کرنے تھے اور وجہ یہ بتائی کہ وہ طاغوت ہے۔ جس کو اللہ کی کبریائی اور خشیت کا سبق پڑھانا ہے اور طہارت کا درس دینا ہے۔

هل اتك حديث موسىٰ. اذ ناداه ربه بالوادى المقدس طوى. اذهب الى فرعون انه طغى فقل هل لك الى ان تزكى و اهديك الى ربك فتخشى. ﴿النازعات: ۱۵-۱۹﴾

"کیا تمہیں موسیٰ کے قصے کی خبر پہنچی ہے؟ جب اس کے رب نے اسے طویٰ کی مقدس وادی میں پکارا تھا کہ فرعون کے پاس جاوہ سرکش ہو گیا ہے، اور اس سے کہہ کیا تو اس کیلئے تیار ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کروں تو (اس کا) خوف تیرے اندر پیدا ہو؟"

اسلامی شریعت میں مشرکوں سے مخالفت اور عداوت کی فرضیت بھی ویسے تو آپ سے اوجھل نہ ہوگی مگر طاغوت سے کفر و برأت اور معرکہ آرائی تو اسلام کا فرض اولین ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص موحد اور رسولوں کا پیروکار ہو پھر انفرادی یا تحریکی زندگی میں اللہ کا شریک بن بیٹھنے والے طاغوت سے اس کی خیر سگالی بھی چلے اور دوستی بھی نبھتی رہے۔

طاغوت کے مفہوم کی بابت تفہیم القرآن (مصنفہ مولانا مودودیؒ) سے ایک اقتباس بھی ملاحظہ ہو:

"طاغوت لغت کے اعتبار سے ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو اپنے جائز حق سے تجاوز کر گیا ہو قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ بندہ ہے (بقیہ صفحہ 48)

پھر جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ طاغوت سے کفر کرنے کی واقعی صورت کیا ہو تو وہ یہ ہے کہ تم غیر اللہ کی عبادت اور بندگی کو قطعی باطل سمجھو' غیر اللہ کی بندگی سے دستکش ہو جاؤ' اس سے بغض رکھنے لگو اور جو غیر اللہ کی بندگی کرتے ہوں انکو کافر سمجھو' اور ان سے دشمنی اور بیر رکھنے لگو۔ اب اس کے بعد جو ایمان باللہ ہے تو اسکی واقعی صورت یہ ہے کہ تم یہ عقیدہ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ ہی الہ اور معبود ہے کسی اور کو یہ بات سزاوار نہیں' پھر ہر قسم کی بندگی اور عبادت ایک اللہ کے لئے خاص کردو اور اس کے ماسوا ہر معبود سے ہر قسم کی بندگی اور عبادت کی صاف نفی کرنے لگو' اہل توحید سے محبت اور تعلق اور موالات کا رشتہ قائم کرلو اور اہل شرک سے بغض و نفرت اور دشمنی اپنالو۔ یہ وہ ملت ابراہیم ہے جس سے دل پھیرنے والا انسان اپنے آپ ہی کو بیوقوف بناتا ہے۔ یہی وہ اسوہ اور نمونہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قابل تقلید ٹھہرایا ہے

قد كان لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذا قالوا لقومهم انا برءا ومنكم

جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خود آقائی اور خداوندی کا دم بھرے اور خدا کے بندوں سے اپنی بندگی کروائے۔ خدا کے مقابلے میں ایک بندے کی سرکشی کے تین مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اصولاً اسکی فرمانبرداری ہی کو حق مانے' مگر اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے اس کا نام فسق ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اس کی فرمانبرداری سے اصولاً منحرف ہو کر یا تو خود مختار بن جائے یا اس کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے لگے' یہ کفر ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ مالک سے باغی ہو کر اسکے ملک اور اس کی رعیت میں خود اپنا حکم چلانے لگے اس آخری مرتبے پر جو بندہ پہنچ جائے اس کا نام طاغوت ہے اور کوئی شخص صحیح معنوں میں اللہ کا مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس طاغوت کا منکر نہ ہو"

﴿تفہیم القرآن ج :1- 196﴾

ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا و بينكم العداوة والبغضاء ابدا حتی تو منوا بالله وحده ﴿الممتحنة. ٤﴾

"تم لوگوں کیلئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جنکو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کیلئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ"

طاغوت کا مفہوم

طاغوت کا لفظ عام ہے سو ہر وہ ہستی جو اللہ کے ماسوا پوجی جاتی ہے اور وہ اپنی اس عبادت اور بندگی پر راضی ہے چاہے وہ ہستی معبود ہو چاہے پیشوا (متبوع) اور چاہے مطاع یعنی اللہ کی اطاعت سے بے نیاز اسکو لائق اطاعت سمجھا جاتا ہو طاغوت کہلاتی ہے۔

طاغوت یوں تو بہت سے ہیں مگر ان کے سرغنے پانچ ہیں۔

طاغوت کا پہلا سرغنہ شیطان ہے جو کہ غیر اللہ کی عبادت اور بندگی کا اصل داعی ہے اسکی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے

الم اعهد اليكم يا بنی آدم ان لا تعبدوا الشيطان انه لكم عدو مبين ﴿يسين / ٦٠﴾

"اے بنی آدم کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ تم شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"

طاغوت کا دوسرا سرغنہ وہ ظالم اور جابر حکمران ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی جگہ کوئی اور حکم یا قانون چلاتا اور لاگو کرتا ہے۔ اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

الم تر الی الذين يزعمون انهم امنوا بما انزل اليك وما انزل من قبلك يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت وقد امروا ان يكفروا به ويريد الشيطان ان يضلهم

ضلالاً بعیدا﴿النساء ٦٠﴾

"اے نبی ﷺ تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کیلئے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے شیطان انہیں بھٹکا کر راہ راست سے دور لے جانا چاہتا ہے"

طاغوت کا تیسرا سرغنہ وہ شخص ہے جو اللہ کے نازل کردہ دین (ماانزل اللہ) کے بغیر فیصلہ کرتا ہے اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاؤلئك هم الکافرون﴿ المائدة ٤٤﴾

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے (دین) کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی کافر ہیں"

طاغوت کا چوتھا سرغنہ وہ شخص ہے جو اللہ کے علاوہ علم غیب رکھنے کا دعویٰ کرتا ہو اسکی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے۔

عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداالا من ارتضی من رسول فانه یسلك من بین یدیه ومن خلفه رصداً﴿الجن ٢٦.٢٧﴾

"وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کی کوئی خبر دینے کیلئے) پسند کر لیا ہو تو اس کے آگے اور پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے"

وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو و یعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمها ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین﴿الانعام ٥٩﴾

www.KitaboSunnat.com

"اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو زمین کے تاریک پردوں میں سے کوئی ایسا دانہ نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو خشک و تر سب کچھ ایک کھلی

کتاب میں لکھا ہوا ہے"

طاغوت کا پانچواں سرغنہ وہ شخص ہے جس کی پوجاپاٹ ہوتی ہو اور وہ اس پوجاپاٹ پر رضامند ہو۔ اسکی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے

ومن يقل منهم انى اله من دونه فذلك نجزيه جهنم كذلك نجزى الظالمين﴿الانبيا ٢٩﴾

"اور جو ان میں کوئی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک خدا ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے' ہمارے ہاں ظالموں کا یہی بدلہ ہے"

اور یہ بات تو خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ انسان جب تک طاغوت کے ساتھ کفر نہ کرے تب تک وہ اللہ کے ساتھ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ اسکی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔

فمن يكفر بالطاغوت ويومن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها والله سميع عليم﴿البقرة ٢٥٦﴾

"اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں' اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا) سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے"

رشد و غی اور عروہ وثقی [1]

رشد و ہدایت دین محمد ﷺ ہے اور غی و ضلالت ابو جہل کا دین۔

عروہ وثقی لا الہ الا اللہ کی شہادت اور گواہی دینا ہے۔ اس شہادت میں پہلے نفی ہے اور پھر اثبات۔ نفی اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی ہستی کسی بھی قسم کی عبادت اور بندگی کے لائق ہو سکتی ہے اور اثبات اس امر کا کہ ہر قسم کی عبادت و بندگی صرف و صرف اللہ وحدہ لاشریک کو سزاوار ہے۔

تمت بالخير والحمد لله رب العالمين

---

[1] رشد و غی کی تفسیر امام صاحب اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ اوپر ذکر کی گئی آیت (فمن يكفر بالطاغوت) میں اس سے پہلے یہ الفاظ آتے ہیں (قد تبين الرشد من الغي) یعنی بھلائی اور ہدایت کا راستہ (رشد) بھی واضح ہو چکا ہے اور گمراہی کا راستہ بھی۔

اسکے بعد عروۃ وثقی کی تفسیر ہے کیونکہ اسی آیت میں یہ لفظ بھی آتا ہے۔ عروۃ وثقی کا مطلب ہے: مضبوط ترین سہارا۔ جسکی تفسیر ہے لا الٰہ الا اللہ۔ اب کون ہے جو عروۃ وثقی یعنی لا الٰہ الا اللہ جیسے مضبوط ترین سہارے کو تھامتا ہے جو نہ دنیا میں ٹوٹنے والا ہے اور نہ آخرت میں؟ مذکورہ بالا آیت کا کہنا ہے: شخص طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے۔

المکتب
99-جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر 17277

اپنے گردو پیش سے اہل توحید کی یہ مسلسل ضد رہنی چاہیے کہ باطل کی ہر عمارت مسمار ہو۔ اللہ کا ہر شریک، ہر طاغوت ختم ہو۔ شرک کا ہر نظام نابود ہو، اور اللہ کیلئے بندگی اور فرمانبرداری خالص کر دی جائے۔ چاہے موحدین کے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے پر چاند لاکر ھی کیوں نہ رکھ دیا جائے۔

قال انی اشهد الله واشهدوآ انی بریء مما تشرکون ﴿هود ٥٤﴾

ھودؑ نے کہا" میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں"

غرض لا اله الا الله کی یہ حقیقت ہر مسلمان فرد اور مسلمان گروہ کی پہچان اور شعار ہونی چاہیے___ اپنے ماحول اور گردو پیش سے اہل توحید کا یہ اکلوتا مطالبہ اور ایشو (Issue) ہونا چاہیے___ دنیا کے ہر فورم پر غیر اللہ کی عبادت کے انکار اور اللہ کی بندگی کا معاملہ سرفہرست لانا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جزیرہ عرب کے ہر فورم پر اسی ایک مسئلہ کو لئے لئے پھرتے رہے جبکہ اپنے اور اپنے مظلوم و مقہور ساتھیوں کے اور مسائل کی انکے پاس کمی نہ تھی مگر تیرہ سال کے طویل عرصہ تک اس پاکیزہ زبان پر یہی ایک مطالبہ سجا رہا اور تاریخ کا وہ سب سے بڑا انسان اپنے اور سرزمین عرب کے سب مسائل کو پس پشت ڈال کر اسی ایک مسئلہ کو انسانی اور عالمی مسئلہ بلکہ تاریخی مسئلہ کے طور پر تسلیم کرانے پر مصر رہا۔ پھر زندگی کے آخری دس سال میں جب اس کی تلوار بھی اس کی زبان کا ساتھ دینے لگی تو اس کا مطالبہ بدلا نہیں اسکی ترجیحات میں کوئی تبدیلی نہ آسکی۔ دنیا نے دیکھا اس کی تلوار کا موضوع بھی وہی رہا جو اس سے پہلے اس کی زبان کا موضوع تھا۔